اللہ أكبر اللہ أكبر..

تحریر: حامد کمال الدین

وہ سچا عظیم معبود۔ کائنات کا حقیقی مالک اور خالق!

اُس کی صفات کا احاطہ کون کر سکتا ہے!

اور اُس کی عظمت کا اعتراف کیونکر ہو....!

لوگ اپنے چھوٹے چھوٹے اور حقیر معبودوں کی تعظیم سے سیر

نہیں ہوتے!

’وطن‘ کے گیت گاتے نہیں تھکتے!

’قوم‘ کی ترقی کا ورد نہیں چھوڑتے ۔

’ملک‘ کے استحکام پر جان دے دیتے ہیں ۔

’آزادی‘ پر قومیں اپنی نسلیں وار دیتی ہیں ۔

’انسانی حقوق‘ کی راہ میں قربانیاں ایک انسان کو امر کرجاتی ہیں

اور لوگ اس کے فنا ہوجانے کے بعد اس کے مجسمے پوجتے ہیں!

لوگ ’جمہوریت‘ کی بحالی کے لیے’ شہید ‘ہوتے ہیں!

’کرکٹ میچ‘ کی ہار یا جیت پر دل کے دورے پڑتے ہیں!

سیاسی اور فلمی ’ستاروں ‘ کی موت پر غشیاں پڑنے لگتی ہیں!

قبیلے، برادری، اور ملک کی جنگ میں... مائیں اپنے سپو ت پیش

کردینا ہر دور میں باعث شرف سمجھ لیتی رہی ہیں۔

قوم کے محسنوں کو ’زندہ و پائندہ باد‘ کے نعروں سے صبح شام عقیدت کا خراج پیش کیا جاتاہے۔

وطن کے پرچم کو ’ایڑی چوٹی‘ کے زرو سے سیلوٹ ہوتا ہے اور قومی تفاخر کے مواقع پر اس کی مورتی دل کے پاس سینے پر سجائی جاتی ہے!

پتھر اور لکڑی جیسی حقیر چیزیں اگر قومی یادگاروں میں استعمال ہو جائیں تو ’مقدس‘ ہوجاتی ہیں!

کسی قومی ہیرو کی توہین ہو جائے یا اسکے بت کی بے حرمتی، اس پرجلوس نکل سکتے ہیں ۔ اس کے لیے نازیبا الفاظ کے استعمال پر

قیامت برپا ہوسکتی ہے ، اگرچہ رب العالمین کے ساتھ صبح و شام وہاں کیسا بھی شرک اور اُس کے آگے کیسی ہی بغاوت کیوں نہ ہوتی رہے!

ایک ہاتھ پیر ہلانے سے عاجز بزرگ کی پس مرگ زیارت کےلیے ہزاروں میل کا پیادہ پا سفر عقیدت کا 'ادنیٰ ' سا اظہار مانا جاتا ہے! ایک مُردے کی قبر کی توسیع کےلئے یہاں آدھا شہر اٹھادیا جاتا ہے! ایک مٹی میں ملے معبود کی 'خوشی' کی خاطر ہزاروں زندوں کا نقصان خوشی خوشی جھیلنا 'سعاد ت' سمجھا جاتا ہے!

*****

حیران کن بات تو یہ ہے کہ ان معبودوں کے لیے یہ جو کچھ ہوتا ہے، اس میں ان معبودوں کا کوئی بھی کمال نہیں!

دراصل ’عبادت‘ ایک جذبہ ہی ایسا ہے!

’’بندگی‘‘ چیز ہی ایسی پیاری اور خوبصورت بنائی گئی ہے! تبھی تو

صرف یہ اللہ کا حق ہے!!

’’پرستش‘‘ مرمٹنے کا نام ہے۔

سچ پوچھیں تو مر مٹنے کا اپنا مزہ ہے۔

اس کے بغیر انسان ادھورا ہے۔

تبھی تو لوگ دیوانے ہوجاتے ہیں! مرمٹنے کے لیے ’کوئی بھی‘ چیز ڈھونڈ تے ہیں! مٹی نہ ملی تو پتھر اٹھا لیا۔ پتھر نہ ملا تو لکڑی تراش لی۔ لکڑی سے جی بھرا تو پلاسٹک سے بہلا لیا! زندوں سے مایوس ہوا تو مُردوں کا رخ کرلیا! کیسی وحشت ناک زندگی ہے یہ! اصل معبود نہ

ملے تو انسان کیسے پاگل ہوجاتا ہے! کیسے کیسے خبط مارتا ہے! انسان اللہ سے واقف نہ ہو تو کتنا حقیر ہوجاتا ہے! کیسی گھٹیا حرکتیں کرتا ہے! قوم پر مرتا ہے۔ عصبیت پہ فدا ہوتا ہے۔ روپے کو خدا بنالیتا ہے۔ پیسے کو خوشی اور غم کا راز سمجھ بیٹھتا ہے۔ لکڑی، پتھر اور کپڑے کے حضور کبھی مذہبی تو کبھی قومی جوش و خروش کے ساتھ آداب اور کورنش بجالاتا ہے۔ مُردوں کو خوش کرنے کے لیے معصوم بچوں کے منہ کا نوالہ چھین کر ایک بے حس و حرکت معبود کو چڑھاوا دے آتا ہے۔ زندوں اور مُردوں کو ہیرو بنا کر پوجتا ہے اور انکی شان میں گستاخی کو برداشت سے باہر سمجھتا ہے۔ حقیر ہستیوں کی عظمت و ناموس کے لیے مرنے مرانے پر اتر آتا ہے۔ ملک کی عزت پہ کٹ مرتا ہے اور وطن کی مٹی کو سلام پیش کرتا ہے.... اور وہ مالکِ ارض و

سماوات جو حق رکھتا ہے اِس جان پر، پرستش کے اِن نفیس جذبات پر، اُس ایک کو بھول جاتا ہے! کیسا ظالم ہے وہ انسان جسے عقیدت اور بندگی کا خراج دینے کو جہانوں کا رب نظر نہ آئے تو وہ اسے مٹی پہ ڈھیر کردے!

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (الصافات85-87)

(ابراہیم ؑ نے) جب اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ کیا تم پوجنے بیٹھے ہو؟ نرے بے حقیقت من گھڑت معبود۔ یہ تم اللہ کو چھوڑ کر پوجنا چاہتے ہو؟ پھر یہ تو بتلاؤ کہ تم نے رب العالمین کو کیا سمجھ رکھا ہے؟

مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًاأَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ

سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا وَاللَّهُ أَنبَتَكُم

مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ

بِسَاطًا لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا (نوح 13-20)

(نوح نے کہا) تو کیا تمہیں بس ایک اللہ ہی کے مرتبے کا پاس

نہیں!

وہ تووہ ہے جس نے مرحلہ در مرحلہ تمہاری تخلیق کی ۔

کیا دیکھتے نہیں وہ اللہ جس نے سات آسمان تہ در تہ بنائے۔

پھر ان میں چاند کا اجالا کردیا اور سورج کا چراغ دھردیا،

اور تم کو بھی زمین سے کیا عجب طریقے سے اگا یا اور وجود

دیا

وہ تو تمہیں پھر اسی مٹی میں ملا ڈالے گا، پھر اس سے یکایک وہ

تم کو نکال کھڑا بھی کرلے گا۔

اور زمین کا تمہارے لیے فرش بچھایا۔

تاکہ تم اس کے اندر کھلے راستوں اور وادیوں میں چلو“

*****

پس یہ ’بندگی‘ تو بجائے خود کتنی زبردست اور حیران کن چیز ہے!

پھر جب یہ اللہ کے لیے ہو جائے.. اور ایک اُسی کی ہو جائے.. تب تو یہ دنیا کا سب سے بڑا واقعہ کیوں نہ ہو... نہ صرف سب سے بڑا بلکہ خوبصورت ترین اور برحق ترین!

غرض ”اللہ کے دین“ کا مطلب ہوا کہ آدمی کو بندگی کی اصل حقیقت معلوم ہو اور پھر .... اللہ کی پہچان ہوجائے! تب اس کی خوشی اور سعادت کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں رہتا!

علم کے پس یہ دو ہی حقیقی میدان ہیں، اور حقیقت یہ کہ دونوں اشرف العلوم: ”بندگی کی حقیقت“ اور ”اللہ کا تعارف“..

پھر اس کے ساتھ ایک تیسری چیز... شر ک سے بچنا اور مشرکوں

سے براءت رکھنا۔

*****

کہنے کو کہا جاسکتا ہے، یہ تین باتیں گنتی کے چند جملوں میں بیان ہوسکتی

تھیں پھر اس کے لیے اتنے لمبے چوڑے بیان کی ضرورت؟ ضرور قرآن

اور انبیاء کا اصل موضوع کوئی اور ہے!

مگر سوال یہ ہے کہ دنیا میں کونسی دعوت ایسی ہے جو چند

لفظوں میں بیان نہ ہوسکتی ہو؟ انسانیت کا کونسا 'بنیادی' مسئلہ ایسا ہے

جو ایک صفحے میں عرض نہ کیا جاسکے؟ کونسا ازم کونسا فلسفہ

کونسا دین کونسا فرقہ یا کونسی جماعت اور تحریک دنیا میں ایسی ہے

جس کا مدعا چند جملوں میں نہ آجاتا ہو؟ پھر اتنا لٹریچر، اتنی کتابیں، اتنے پرچے اور رسالے، اتنی تقریریں کانفرنسیں ، جلسے اور جلوس آخر کس موضوع پر ہوجایا کرتے ہیں؟ اور کیا اتنا کچھ لکھنے اور بولنے کے لیے اسے ’تبدیلیِ موضوع‘ کی ضرورت پڑجایا کرتی ہے یا پھر یہ سارا جوش اسی ایک ’بنیادی موضوع‘ کا مرہون منت ہوتا ہے؟؟؟ پھر جن ادیبوں اور شاعروں کی قادرالکلامی پر دنیا کو بڑا ناز ہے انہی کو لے لیجئے، یہ شمع اور پروانے کی کہانی کو بھلا کتنے لفظ چاہئیں!؟ رخِ یار کی حکایت کتنی طویل ہونی چاہیے!؟ محبوب کا روٹھ جانا یاروٹھ کر مان جانا کتنا وسیع موضوع ہوسکتا ہے!؟ یہ وصل اور ہجر کی داستان کو کتنے صفحے درکار ہیں!؟ رقیب یا ناصح کے کرتوت بتانے میں کتنا وقت لگتا ہے!؟ پھر یہ شاعری کے دیوان آخر کن باتوں سے

بھرے ہیں، اور جبکہ بڑے بڑے شاعر دریا کو کوزے میں بند کرتے ہوں!؟

اور دیکھ لیجئے، یہ ’وطن کے نغمے‘ دنیا میں کبھی ختم کیوں نہیں ہوتے!؟ اخباروں اور رسالوں اور سیاستدانوں کی تقریروں میں ’قومی ترقی‘ کی گردان رکنے میں کیوں نہیں آتی!؟ غربت اور افلاس کا رونا تھم کیوں نہیں جاتا!؟ ظلم اور استحصال کی داستان کا ایک بار خلاصہ کرکے چھوڑ کیوں نہیں دیا جاتا!؟ آزادی کی خوشی کبھی پرانی کیوں نہیں ہوتی!؟ مٹی میں دفن انسانوں کے مناقب اور انکے لیے زندہ و پائندہ باد کے نعرے فرسودہ کیوں نہیں ہوجاتے!؟ برس ہا برس تک قومی تقریبات پر جو کچھ لکھا اور کہا جاتا ہے اور دورِ حاضر میں ایک

’قومی نظریے‘ پر کسی ملک کے اندر جو جو کچھ چھپتا اور اداروں میں پڑھایا جاتا ہے اس کی تلخیص کرنے پر آئیں تو آخر کتنے صفحوں کی ضرورت پڑے گی!؟

(ہماری کتاب ’’ایمان کا سبق‘‘ کے ایک مضمون ’’افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ‘‘ سے اقتباس)

#ملت_ابراہیمؑ_کا_سبق_دہرانے_کے_دن

#عشر_ذی_الحج

*****

حیران کن بات تو یہ ہے کہ ان معبودوں کے لیے یہ جو کچھ ہوتا ہے،

اس میں ان معبودوں کا کوئی بھی کمال نہیں!

دراصل ’عبادت‘ ایک جذبہ ہی ایسا ہے!

’’بندگی‘‘ چیز ہی ایسی پیاری اور خوبصورت بنائی گئی ہے! تبھی تو

صرف یہ اللہ کا حق ہے!!

’’پرستش‘‘ مرمٹنے کا نام ہے۔

سچ پوچھیں تو مر مٹنے کا اپنا مزہ ہے۔

اس کے بغیر انسان ادھورا ہے۔

تبھی تو لوگ دیوانے ہوجاتے ہیں! مرمٹنے کے لیے ’کوئی بھی‘ چیز ڈھونڈ تے ہیں! مٹی نہ ملی تو پتھر اٹھا لیا۔ پتھر نہ ملا تو لکڑی تراش لی۔ لکڑی سے جی بھرا تو پلاسٹک سے بہلا لیا! زندوں سے مایوس ہوا تو مُردوں کا رخ کرلیا! کیسی وحشت ناک زندگی ہے یہ! اصل معبود نہ ملے تو انسان کیسے پاگل ہوجاتا ہے! کیسے کیسے خبط مارتا ہے! انسان اللہ سے واقف نہ ہو تو کتنا حقیر ہوجاتا ہے! کیسی گھٹیا حرکتیں کرتا ہے! قوم پر مرتا ہے۔ عصبیت پہ فدا ہوتا ہے۔ روپے کو خدا بنالیتا ہے۔ پیسے کو خوشی اور غم کا راز سمجھ بیٹھتا ہے۔ لکڑی، پتھر اور کپڑے کے حضور کبھی مذہبی تو کبھی قومی جوش و خروش کے ساتھ آداب اور کورنش بجالاتا ہے۔ مُردوں کو خوش کرنے کے لیے معصوم بچوں کے منہ کا نوالہ چھین کر ایک بے حس و حرکت معبود کو چڑھاوا دے

آتا ہے۔ زندوں اور مُردوں کو ہیرو بنا کر پوجتا ہے اور انکی شان میں گستاخی کو برداشت سے باہر سمجھتا ہے۔ حقیر ہستیوں کی عظمت و ناموس کے لیے مرنے مرانے پر اتر آتا ہے۔ ملک کی عزت پہ کٹ مرتا ہے اور وطن کی مٹی کو سلام پیش کرتا ہے.... اور وہ مالکِ ارض و سماوات جو حق رکھتا ہے اِس جان پر، پرستش کے اِن نفیس جذبات پر، اُس ایک کو بھول جاتا ہے! کیسا ظالم ہے وہ انسان جسے عقیدت اور بندگی کا خراج دینے کو جہانوں کا رب نظر نہ آئے تو وہ اسے مٹی پہ ڈھیر کردے!

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ فَمَا ظَنُّكُم

بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (الصافات85-87)

(ابراہیم ؑ نے) جب اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ کیا تم پوجنے بیٹھے ہو؟ نرے بے حقیقت من گھڑت معبود۔ یہ تم اللہ کو چھوڑ کر پوجنا چاہتے ہو؟ پھر یہ تو بتلاؤ کہ تم نے رب العالمین کو کیا سمجھ رکھا ہے؟

مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًاوَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًاأَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا وَاللَّهُ أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا (نوح 13-20)

(نوح ؑنے کہا) تو کیا تمہیں بس ایک اللہ ہی کے مرتبے کا پاس

نہیں!

وہ تووہ ہے جس نے مرحلہ در مرحلہ تمہاری تخلیق کی ۔

کیا دیکھتے نہیں وہ اللہ جس نے سات آسمان تہ در تہ بنائے۔

پھر ان میں چاند کا اجالا کردیا اور سورج کا چراغ دھردیا،

اور تم کو بھی زمین سے کیا عجب طریقے سے اگا یا اور وجود

دیا

وہ تو تمہیں پھر اسی مٹی میں ملا ڈالے گا، پھر اس سے یکایک وہ

تم کو نکال کھڑا بھی کرلے گا۔

اور زمین کا تمہارے لیے فرش بچھایا۔

تاکہ تم اس کے اندر کھلے راستوں اور وادیوں میں چلو“

*****

پس یہ ’بندگی‘ تو بجائے خود کتنی زبردست اور حیران کن چیز

ہے!

پھر جب یہ اللہ کے لیے ہو جائے.. اور ایک اُسی کی ہو جائے..

تب تو یہ دنیا کا سب سے بڑا واقعہ کیوں نہ ہو... نہ صرف سب سے بڑا

بلکہ خوبصورت ترین اور برحق ترین!

غرض ”اللہ کے دین“ کا مطلب ہوا کہ آدمی کو بندگی کی اصل حقیقت معلوم ہو اور پھر .... اللہ کی پہچان ہوجائے! تب اس کی خوشی اور سعادت کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں رہتا!

علم کے پس یہ دو ہی حقیقی میدان ہیں، اور حقیقت یہ کہ دونوں اشرف العلوم: ”بندگی کی حقیقت“ اور ”اللہ کا تعارف“..

پھر اس کے ساتھ ایک تیسری چیز... شر ک سے بچنا اور مشرکوں سے براءت رکھنا۔

*****

کہنے کو کہا جاسکتا ہے، یہ تین باتیں گنتی کے چند جملوں میں بیان ہوسکتی تھیں پھر اس کے لیے اتنے لمبے چوڑے بیان کی ضرورت؟ ضرور قرآن اور انبیاء کا اصل موضوع کوئی اور ہے!

مگر سوال یہ ہے کہ دنیا میں کونسی دعوت ایسی ہے جو چند لفظوں میں بیان نہ ہوسکتی ہو؟ انسانیت کا کونسا 'بنیادی' مسئلہ ایسا ہے جو ایک صفحے میں عرض نہ کیا جاسکے؟ کونسا ازم کونسا فلسفہ کونسا دین کونسا فرقہ یا کونسی جماعت اور تحریک دنیا میں ایسی ہے جس کا مدعا چند جملوں میں نہ آجاتا ہو؟ پھر اتنا لٹریچر، اتنی کتابیں، اتنے پرچے اور رسالے، اتنی تقریریں کانفرنسیں ، جلسے اور جلوس آخر کس موضوع پر ہوجایا کرتے ہیں؟ اور کیا اتنا کچھ لکھنے اور

بولنے کے لیے اسے ’تبدیلیِ موضوع‘ کی ضرورت پڑجایا کرتی ہے یا پھر یہ سارا جوش اسی ایک ’بنیادی موضوع‘ کا مرہون منت ہوتا ہے؟؟؟ پھر جن ادیبوں اور شاعروں کی قادرالکلامی پر دنیا کو بڑا ناز ہے انہی کو لے لیجئے، یہ شمع اور پروانے کی کہانی کو بھلا کتنے لفظ چاہئیں!؟ رخِ یار کی حکایت کتنی طویل ہونی چاہیے!؟ محبوب کا روٹھ جانا یاروٹھ کر مان جانا کتنا وسیع موضوع ہوسکتا ہے!؟ یہ وصل اور ہجر کی داستان کو کتنے صفحے درکار ہیں!؟ رقیب یا ناصح کے کرتوت بتانے میں کتنا وقت لگتا ہے!؟ پھر یہ شاعری کے دیوان آخر کن باتوں سے بھرے ہیں، اور جبکہ بڑے بڑے شاعر دریا کو کوزے میں بند کرتے ہوں!؟

اور دیکھ لیجئے، یہ ’وطن کے نغمے‘ دنیا میں کبھی ختم کیوں نہیں ہوتے!؟ اخباروں اور رسالوں اور سیاستدانوں کی تقریروں میں ’قومی ترقی‘ کی گردان رکنے میں کیوں نہیں آتی!؟ غربت اور افلاس کا رونا تھم کیوں نہیں جاتا!؟ ظلم اور استحصال کی داستان کا ایک بار خلاصہ کرکے چھوڑ کیوں نہیں دیا جاتا!؟ آزادی کی خوشی کبھی پرانی کیوں نہیں ہوتی!؟ مٹی میں دفن انسانوں کے مناقب اور انکے لیے زندہ و پائندہ باد کے نعرے فرسودہ کیوں نہیں ہوجاتے!؟ برس ہا برس تک قومی تقریبات پر جو کچھ لکھا اور کہا جاتا ہے اور دورِ حاضر میں ایک ’قومی نظریے‘ پر کسی ملک کے اندر جو جو کچھ چھپتا اور اداروں میں پڑھایا جاتا ہے اس کی تلخیص کرنے پر آئیں تو آخر کتنے صفحوں کی ضرورت پڑے گی!؟

(ہماری کتاب ’’ایمان کا سبق‘‘ کے ایک مضمون ’’افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ‘‘ سے اقتباس)

#ملت_ابراہیمؑ_کا_سبق_دہرانے_کے_دن

#عشر_ذی_الحج